باپ کی منکوحہ بیوی کی حرمت: شرائع سابقہ و تعلیماتِ اسلامی کا تقابلی مطالعہ

Sanctity of the Stepmother: A Comparative Study of the Previous Laws and Islamic Teachings

Muhammad Abid
M.Phil Islamic Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan:
mabidraza572@gmail.com

Mudassir Ayub
Ph.D Scholar, Department of History, Quaid-i-Azam University, Islamabad, Pakistan:
mayub@hist.qau.edu.pk

Abid Ali
M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, University of Karachi, Karachi, Pakistan:
abidalimadni@gmail.com

Abstract:
In order to establish peace and stability in the society, Allah Ta'ala has set a limit of relations between them, be it kinship or marital relations. In order to maintain more beauty in the family system, the prohibition and respect of relationships has been established. Rules and regulations have been set to avoid hatred and cruelty in the same family. As if the father marries a woman, then that woman becomes haram for the son forever, even if the father dies or divorces her. In this article, research has been done regarding the sanctity of the father's estranged wife because one of the causes and motives of family instability in the society includes issues of disrespect and disrespect between the stepmother and the children. In this article, an attempt has been made to explain the orders related to the sanctity of the father's estranged wife from the previous Shari'ah and to find out what are the Islamic teachings regarding the sanctity of the stepmother. There are clear orders regarding the sanctity of stepmothers in Shari'ah and Islamic teachings. Due to the disrespect and disrespect of the father's estranged wife, unkindness is born and in the family system, evil

diseases like hatred and enmity are born. In the previous Shariah, it has been ordered to kill the father's unmarried wife, and in Islamic teachings, the person who marries his father's unmarried wife is ordered to be killed and his property confiscated has been given.

Keywords: *Shari'ah, Islamic Teachings, Marital Relations, Father.*

تعارف

عالم دنیا میں امن و استحکام کا قیام مشیت ایزدی کے عین مطابق ہے۔ معاشرے کی بنیاد اور اکائی ایک خاندان سے شروع ہوتی ہے اور خاندان کا وقار اور عظمتِ رفتہ والدین اور ان کے قرابت داروں کی عزت و تکریم میں مضمر ہے۔ جب اولادِ نرینہ اپنے والد کا ادب و احترام اور ان کی تمام تر منکوحہ ازواج کا اکرام و تکریم بجالاتی ہے تو رضائے الٰہی کے حصول کے ساتھ ساتھ ایک خوبصورت معاشرتی نظام قائم ہوتا ہے۔ مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک بالعموم اور اہل خانہ سے محبت و اخلاق سے پیش آنا بالخصوص رضائے الٰہی کے عین مطابق ہے۔ خاندانی رشتوں کے تقدس اور احترام کو برقرار رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے تحریمی رشتے قائم فرمادیے تاکہ خاندان کا باہم اتحاد و اتفاق، اعتماد اور اکرام و تکریم قائم رہے۔ شومئ قسمت آج ہمارے معاشرے میں تعلیمات اسلامی سے دوری، سوشل میڈیا کا منفی استعمال اور خواہشات نفسانی اور معصیت شیطانی میں مبتلاء ہونے کی بناء پر باپ کی منکوحہ بیوی جیسے اہم رشتے بھی بے توقیری و بے تحریمی سے محفوظ نہیں رہے۔ کہیں سوتیلی ماں اور اولاد کے مابین بے جا طنز و تشنیع، بغض و عناد اور عداوت کا عنصر غالب ہے تو کہیں مادہ پرستی کے غلبے نے رشتوں کے مابین خود غرضی، مفاد پرستی اور قطع رحمی کو اجاگر کر دیا ہے۔ تعلیماتِ اسلامی سے دوری اور ہوس پرستی میں مبتلا ہونے کی بنیاد پر بے تکریمی کے خدشات و معاملات میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اس تحقیق میں باپ کی منکوحہ بیوی یعنی سوتیلی ماں کی حرمت سے متعلق شرائع سابقہ اور اسلامی تعلیمات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اس مقدس رشتے کی اہمیت و افادیت ہمارے دلوں میں اجاگر رہے اور ایک خوبصورت معاشرتی نظام زندگی قائم ہو جائے جو مشیت ایزدی کے عین مطابق ہو۔

ضرورت واہمیت

دنیا میں اس وقت نفسانیت، شیطانیت، مادیت پرستی اور طاغوتی طاقتیں بہت زیادہ غالب آچکی ہیں۔ رشتوں کا تقدس و احترام خطرناک حد تک کمزور پڑتا جارہا ہے۔ جاہلیت و گمراہی اس قدر انتہا تک پہنچ چکی ہے کہ حرمت کے رشتوں کا

تقدس بھی پامال کیا جارہاہے۔ باپ کی منکوحہ بیوی کی بے حرمتی یا بے تکریمی کرنا قطعی رحمی کا موجب ہے جو کہ حرام ہے۔ مزید بر آں سب سے بڑاالمیہ یہ ہے کہ سوتیلی ماں کے ساتھ بے تکریمی وبے توقیری معاشرے میں اس قدر عام ہوتی جارہی ہے کہ اس کو کوئی گناہ ہی تصور نہیں کرتا۔ جب تک اس رشتے کے بارے مکمل آگاہی نہیں ہوگی اس وقت تک ہمارے معاشرے میں اس رشتے کی حرمت کو نہیں سمجھا جا سکتا۔ ایسے رشتوں کی بے توقیری وبے تکریمی قطع رحمی کا موجب بنتی ہے، خاندانی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے جس میں مختلف خاندان آپس میں دست وگریباں نظر آتے ہیں۔ سوتیلی ماں اور اولاد کے مابین اکرام وتکریم قائم کرنے سے معاشرتی استحکام پیدا ہوتا ہے۔ خاندان میں اتحاد اور اتفاق جنم لیتاہے اور اس کے برعکس بے تکریمی وبے توقیری سے بغض وعناد اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا اس لیے ان مسائل سے بچنے کے لیے باپ کی منکوحہ بیوی یعنی سوتیلی ماں کی حرمت سے متعلق احکامات سے آگاہی بہت ضروری ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

قرآن و حدیث اور دیگر مذاہب الہامی میں صہری قرابت کے اکرام وتکریم کو صریحاً بیان کیا گیا ہے۔ حرمت مصاہرت ہو یا صہری قرابت کا اکرام سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے عملی نظائر موجود ہیں اور بعد میں آنے والے آئمہ وفقہاء نے بھی بڑی صراحت کے ساتھ ساری چیزوں کو بیان فرمادیا ہے۔

ام عبد منیب کی کتاب "بہو اور داماد پر سسرال کے حقوق" جو کہ مکتبہ مشربہ علم وحکمت نے 1430ھ میں شائع کیا جس میں مرد وعورت پر سسرال کے حقوق پر بحث کی گئی ہے۔ اس کتابچہ کو پڑھ کر بنیادی ماخذات تک پہنچنے میں بہت آسانی ہوئی۔

اسی طرح مجلات میں دو آرٹیکل نظروں سے گزرے جن کو پڑھ کر بنیادی ماخذات تک پہنچنے میں آسانی ہوئی۔

پہلا آرٹیکل "سسرالی رشتوں کی حرمت سے متعلق فقہی آراء" جو کہ مجلہ "ابحاث" جلد نمبر 5، شمارہ نمبر 20 میں اکتوبر-دسمبر 2020ء میں شائع ہوا۔ یہ ڈاکٹر عبد الکریم اوراحمد رضا کا آرٹیکل ہے۔

اور اسی طرح "حرمت مصاہرت اور عصر حاضر میں اطلاق کی ضرورت واہمیت" یہ ڈاکٹر کریم خان اور احمد رضا کا ریسرچ پیپر ہے جو کہ 17 ستمبر 2020ء کو جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کے مجلہ "ضیائے تحقیق" میں شائع ہوا۔

ازدواجی نظام اور خواتین کے حقوق ومسائل کے حوالے سے یونیورسٹیز میں مختلف تحقیقات ہو چکی ہیں، لیکن صہری قرابتداروں کے اکرام کے حوالے سے مذاہبِ ثلاثہ کی تعلیمات کیا ہیں؟ اس پر آج تک ایم فل لیول پر کوئی تحقیقی

کام نہیں ہو سکا۔ زیر تحقیق آرٹیکل میں باپ کی منکوحہ بیوی کی حرمت سے متعلق تحقیق پیش کی ہے۔ سامی ادیان میں باپ کی منکوحہ بیوی کی حرمت کے بارے میں تعلیمات اور اس کے عملی مظاہر کیا ہیں۔

سوالِ تحقیق

شرائع سابقہ کی تعلیمات میں باپ کی منکوحہ بیوی کی حرمت سے متعلق احکامات کیا ہیں؟

باپ کی منکوحہ بیوی کی حرمت سے متعلق عملی مسائل اور ان کا حل کیا ہے؟

باپ کی منکوحہ بیوی کے اکرام و تکریم کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

مبحثِ اوّل

تعلیماتِ کتبِ سابقہ میں باپ کی منکوحہ بیوی کی حرمت سے متعلق احکامات

اس تحقیقی مضمون میں سب سے پہلے باپ کی منکوحہ بیوی کی حرمت کو کتبِ سابقہ کی تعلیمات کے مطابق تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔

ا۔ باپ کی منکوحہ بیوی سے نکاح کی ممانعت کا بیان

باقی محرم رشتوں کیطرح سوتیلی ماں کی تحریم کا بھی خصوصی حکم دیا گیا یعنی ایک ایسی عورت جس سے تمہارے باپ نے نکاح کیا۔ پھر آپ کا باپ فوت ہو گیا یا اس نے طلاق دے دی تو پھر بھی آپ اپنی اس سوتیلی ماں سے نہ تو بیاہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی دیگر جنسی تعلق رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تم اپنے باپ کے دامن کو کھول کر بے حرمتی کر رہے ہو جو کہ انتہائی غیر اخلاقی بات ہے اور ایسا کرنے سے باپ اور بیٹے کے درمیان بغض اور عداوت جنم لیتی ہے جس سے قطع رحمی پیدا ہوتی ہے جو کہ حرام ہے۔ جیسا کہ کتاب الاستثناء میں ہے :

"کوئی شخص اپنے باپ کی بیوی سے بیاہ نہ کرے اور اپنے باپ کے دامن کو نہ کھولے۔"[1]

---

[1] استثناء 22 : 30

Istasna 22:30

اس آیت میں صریحاً اپنی سوتیلی ماں سے شادی یا دیگر کوئی جنسی تعلق قائم کرنے کی مذمت کی گئی ۔

ب۔ باپ کا دامن اکھاڑنے پر اجتماعی لعنت

باپ کی بیوی سے ناجائز تعلقات یا ہم بستر ہونے والا شخص نہ صرف لعنت خداوندی کا مستحق ہے بلکہ سب لوگوں کو اس فعل بد کیوجہ سے اس پر لعنت بھیجنے کا حکم ہے اور ساتھ ساتھ لعن طعن کی قبولیت میں لوگوں کو خداوند سے آمین کہنے کا حکم دیا گیا کیونکہ اس نے اپنے باپ کے دامن کی بے حرمتی کی ہے جیسا کہ کتاب استثناء میں ہے :

"وہ جو اپنے باپ کی جورو سے ہم بستر ہووے اس پر لعنت کیونکہ اس نے باپ کا دامن اکھاڑا سب جماعت کہے آمین۔"[2]

اس آیت میں باپ کی جورو کی بے توقیری کرنے والے کو کس قدر لعنت کا مستحق قرار دیا گیا۔

ج۔ باپ کے دامن کو بے پردہ کرنے کی سزا

سوتیلی ماں بیٹے کے باپ کی عزت وآبرو ہے اور بیٹے کیلئے قابل احترام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس مقدم رشتے کو بھی پائمال کرتے ہوئے اپنے باپ کے بدن کو بے پردہ کرتا ہے تو ایسی حالت میں دونوں کو جان سے مار دینے کا حکم ہے اور ان کے قتل کا خون ان کی اپنی گردن پر ہوگا۔ جیسا کہ کتاب الاحبار میں ہے :

"اور جو شخص اپنی سوتیلی ماں سے صحبت کرے اس نے اپنے باپ کے بدن کو بے پردہ کیا وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں ان کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا۔"[3]

اس آیت مبارکہ میں "بدن کو بے پردہ کرنا" کی وضاحت کرتے ہوئے ولیم میکڈونلڈ لکھتے ہیں :

---

[2] استثناء27 : 20

Istasna 27:20

[3] احبار20 : 11

Ahbaar 20:11

"کہ اس سے مراد مباشرت کرنا ہے۔ اسی طرح مزید بر آں ملحقہ قریبی آیات میں دیگر مصاہری رشتوں کے اکرام کی بات کی گئی ہے۔"[4]

مذکورہ بالا فرامین اور اس کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ آیات میں سوتیلی ماں اور بیٹے کے مابین ناجائز تعلقات (مباشرت) کی صورت میں دونوں کو جان سے مار دینے کا حکم دیا گیا اور ان کا خون بھی ان کی گردن پر ڈال دیا گیا۔

د۔ کرنتھیوں میں سوتیلی ماں سے ناجائز تعلقات کی سخت ممانعت

تورات اور اناجیل کے علاوہ دیگر کتب مقدسات میں بھی سوتیلی ماں کے ساتھ ناجائز تعلقات کی سخت ممانعت کی گئی کہ یہ ایک ایسا فعل ہے جو غیر قوموں میں بھی نہیں پایا جاتا۔ اس لیئے ہمیشہ اس مقدم رشتے کی حرمت کا لحاظ رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمان ہے :

"یہاں تک سننے میں آیا ہے کہ تم میں حرام کاری ہوتی ہے بلکہ ایسی حرام کاری جو غیر قوموں میں بھی نہیں ہوتی چنانچہ تم میں ایک شخص اپنے باپ کی بیوی کو رکھتا ہے"[5]

اس فرمان کی وضاحت کرتے ہوئے مطالعاتی اشاعت انجیل مقدس میں وضاحتاً درج ہے :

"ایک شخص اپنے باپ کی بیوی کو رکھتا ہے یعنی اپنی سوتیلی ماں سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے موسیٰ کی شریعت کیمطابق سوتیلی ماں سے جنسی تعلق رکھنا جائز نہیں خواہ باپ جیتا ہوں یا مر گیا ہوں۔"[6]

---

[4] ولیم میکڈونلڈ، تفسیر الکتاب، مترجم بشپ سموئیل ڈی چند (لاہور : مسیحی اشاعت خانہ، 2011ء)، جلد 1 : صفحہ 220

Wilim Macdonald, *Tafseer al Kitab*, mutarjam bashup samoil de chand (Lahore: masehi ishaat khana,2011), jild 1, safha 220

[5] کرنتھیوں 5 : 1

Karanthiun 5:1

[6] مطالعاتی اشاعت، انجیل مقدس (لاہور : پاکستان بائبل سوسائٹی، 2010ء)، صفحہ 383

Mutaliati ishaat, *anjeel e muqadas* (Lahore: Pakistan bible society,2010), safha 383

اس فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ سوتیلی ماں سے جنسی تعلق کسی صورت میں قابل قبول نہیں ہے اگرچہ والد زندہ ہو یا فوت ہو جائے۔ ایسے فعل بد کا مرتکب شخص انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

ہ۔باپ کی داشتہ کی بے حرمتی

اپنے ہی باپ کی داشتہ سے ہمبستر ہونا ایک غیر اخلاقی حرکت ہے۔ ایسے شخص کو بہت بڑی سزا ملنی چاہیے۔ جس طرح اسرائیل کے بیٹے روبن نے اپنے باپ کی داشتہ کی بے حرمتی کی جیسا کہ کتاب پیدائش میں ہے :

"اور اسرائیل کے اس ملک میں رہتے ہوئے یوں ہوا کہ روبن نے جا کر اپنے باپ کی حرم بلہاہ سے مباشرت کی اور اسرائیل کو یہ معلوم ہو گیا۔"[7]

تو اس جرم کی سزا میں اس کو موروثی حق سے محروم کیا گیا۔ اور وہ حق اس کے بھائی یوسف علیہ السلام کے بیٹوں کو دیا گیا حتی کہ روبن کا پہلوٹھے بیٹے ہونے کا حق بھی ختم کر دیا گیا۔ جیسا کہ کتاب مقدس میں ہے :

"اسرائیل کا پہلوٹھا بیٹا روبن تھا لیکن کیونکہ اس نے اپنے باپ کی داشتہ سے ہم بستر ہونے سے باپ کی بے حرمتی کی تھی اس لیے پہلوٹھے کا موروثی حق اس کے بھائی یوسف کے بیٹوں کو دیا گیا اسی وجہ سے نسب ناموں میں روبن کو پہلوٹھے کی حیثیت سے بیان نہیں کیا گیا۔"[8]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز کرتا ہے وہ ناصرف آخرت میں سزا کا مستحق ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی ذلت ورسوائی اسکا نصیبہ ہوتی ہے۔

مبحثِ دوم

قرآنِ کریم میں باپ کی منکوحہ بیوی سے متعلق حرمت کا بیان: تفسیری و تعبیری مطالعہ

اب ہم نے قرآنِ کریم اور اس کی مختلف تفاسیر سے باپ کی منکوحہ بیوی کی حرمت سے متعلق مختلف احکامات کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔

---

[7] پیدائش 35 : 22

Pedaish 35:22

[8] تواریخ 5 : 1

Tawarikh 5:1

ا۔ نسب و صہر کی تخلیق

تخلیق انسانی کی ابتداء پانی سے کی گئی ہے۔ نسبی اور صہری رشتوں کی بابت اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا :

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۞ [9]

"اور وہی تو ہے جس نے پانی سے آدمی کو تخلیق فرمایا پھر اس کو صاحبِ نسب اور صاحبِ قرابت دامادی بنایا۔ اور تمہارا پروردگار (ہر طرح کی) قدرت رکھتا ہے۔"

اس آیتِ مبارکہ سے یہ واضح ہوا کہ نسبی رشتوں کی تخلیق کے ساتھ ساتھ صہری رشتے بھی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق بنائے گئے ہیں۔

ب۔ تفسیر ابن کثیر میں صہر کی تفسیر

اس آیت مبارکہ میں تخلیقِ انسان اور نسبی اور صہری رشتوں کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حافظ عمادالدین ابن کثیر "تفسیر ابن کثیر" میں فرماتے ہیں :

"اللہ تعالی وہ ہے جس نے انسان کو حقیر اور ضعیف نطفہ سے تخلیق فرمایا، اسے درست کیا، اعتدال پر رکھا، سنوارا اور مکمل خلقت والا بنایا، پھر کسی کو مرد اور کسی کو عورت بنایا، پھر اسے خاندان والا بنایا، اس کے رشتے بنادیے، پھر شادی کے بعد سسرالی رشتے قائم فرمادیے۔ یہ اللہ تعالی کی قدرت کا ہی کرشمہ ہے کہ اس نے حقیر سے پانی سے اتنا بڑا اسلسلہ قائم فرمادیا۔"[10]

---

[9] الفرقان 25 : 54

Al furqan 25:54

[10] ابنِ کثیر، عمادالدین، حافظ، تفسیر ابن کثیر، مترجمین علامہ اکرم الازہری و دیگر (لاہور : ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2010ء)، جلد 3 : صفحہ 540

Ibn-e- kaseer, imad-ud-din, hafiz, *tafseer ibn e kaseer*, matarjameen allama akram al-azahri wa deegar (Lahore: Zia ul Quran Publications,2010), jile 3, P.540

مودت اور اخوت سے قائم ہونے والے قرابت داری کے رشتوں کے بارے میں مولانا محمد اشرف قریشی "ابن جبیر الشاطبی" کا قول اپنی تصنیف "کتاب النکاح" میں درج فرماتے ہیں :

فأَدْنَتْنِيَ الْأَيَّامُ مِنْهُ مُوَدَّةً
عَقَدْنَا عَلَى حُكْمِ الاِخَاءِ بِهَا صِهْرًا[11]

"محبت مجھ کو روز بروز اس کے قریب تر کرتی چلی گئی یہاں تک کہ اسی مودت اور اخوت کے بند ھن کی بنا پر ہم نے آپس میں قرابت داری قائم کرلی۔"

اسلام چونکہ اخوت اور امن و آتشی کا دین ہے اس لیے جاہلیت، تعصب اور بد نیتی سے مبرّہ پاک قبائلی نظام سے منسلک کرتا ہے اور رشتوں کی پاکیزگی بر قرار رکھنے کیلئے مکمل راہنمائی کرتا ہے۔

ج۔ تفسیر بیضاوی میں صہر کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے جو رشتے قائم فرمائے ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے امام بیضاوی تفسیرِ بیضاوی میں کچھ اس طرح سے وضاحت کرتے ہیں:

أى قسمه قسمين ذوى نسب أى ذكوراً ينسب اليهم، وذوات صهر أى أناثا يصاهر بهن كقوله تعالىٰ (فجعل منه الزوجين الذكر والأنثى).[12]

یعنی اس نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، نسب والے یعنی مرد جو ان کی طرف منسوب ہیں، اور وہ عورتیں جن سے اس کی شادی ہوئی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (چنانچہ اس نے نر اور مادہ بنادیا۔ اس میں سے شریک حیات)۔

د۔ ضیاء القرآن میں صہری رشتوں کا تذکرہ

صہر ایک وحدت ہے جس سے کئی وحدتیں تشکیل پاتی ہیں۔ ان رشتوں میں جس قدر اکرام و تکریم ہو گا اسی قدر رشتوں میں پیار و محبت کو فروغ ملے گا۔ اس حوالے سے پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں فرماتے ہیں :

---

[11] قریشی، محمد اشرف، کتاب النکاح (گوجرانوالہ : جامعہ عربیہ، 2015ء)، صفحہ 706
Qureshi, Muhammad Ashraf, *kitab un nikah* (Gujranwala: jamia arbia,2015), P. 706

[12] البیضاوی، عبد اللہ بن عمر بن محمد، أبي سعید، تفسیر البیضاوی، (بیروت-لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1999ء)، جلد 2، صفحہ 145
Al bezawi, Abdullah bin umer bin Muhammad, abi saeed, *tafseer al-bezawi*, (bairot - Labnan: dar ul kutab al-ilmiya,1999), jild 2, P.145

"عورت اپنی تمام تر لطافتوں کے باوجود نامکمل ہے۔ دونوں مل کر ایک مکمل وحدت تشکیل پاتے ہیں۔ یہ وحدت بانجھ نہیں بلکہ یہ کثیر التعداد وحدتوں کا سرچشمہ بنتی ہے۔ ان کے ہاں بیٹیاں بھی ہوں گی اور بیٹے بھی۔ کسی کے یہ سسرال بنیں گے اور کوئی ان کے بچوں کے سسرال ہونگے باہمی رشتے تشکیل پائیں گے۔ قرابتیں بڑھیں گی اس طرح ایک انسانی معاشرہ معرضِ وجود میں آئے گا جس میں ہر فرد دوسرے افراد سے محبت وپیار، شفقت واحترام کے رشتوں سے بندھا ہوا ہو گا۔"[13]

ہ۔ صہری رشتے اور انکی حرمت کا بیان

معاشرتی امن واستحکام اور صلہ رحمی کے قیام کیلئے اللہ پاک نے چند رشتے انسان پر حرام فرمادیے۔ ان میں مختلف وجوہات کی بناء پر تحریم کا حکم صادر فرمایا جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے :

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ اُمَّهٰتُكُمۡ وَبَنٰتُكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ وَعَمّٰتُكُمۡ وَخٰلٰتُكُمۡ وَبَنٰتُ الۡاَخِ وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمۡ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىۡ فِىۡ حُجُوۡرِكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَاِنۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ وَحَلَآئِلُ اَبۡنَآئِكُمُ الَّذِيۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡۙ وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَيۡنَ الۡاُخۡتَيۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۙ‏ ۞ [14]

تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور رضاعی بہنیں اور ساسیں حرام کر دی گئی ہیں اور جن عورتوں سے تم ہم بستری کر چکے ہو ان کی بیٹیاں جنہیں تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر ان کے ساتھ تم نے ہم بستری نہ کی ہو تو (ان کی بیٹیوں کے ساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے صلبی بیٹوں کی عورتیں بھی اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بے شک خدا بخشش فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

---

[13] الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن (لاہور : ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1399ھ)، جلد 3 : صفحہ 371

Al-Azhari, peer karam shah, *zia ul quran* (Lahore: zia ul quran publications,1399 hijri), jild 3, safha 371

[14] النساء 4 : 23

Al Nisa 4:23

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے نسبی، رضاعی اور صہری رشتوں کی حرمت کا بیان فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں مذکور نسبی، رضاعی اور صہری رشتے مندرجہ ذیل ہیں :

و۔ نسبی رشتے

مائیں	بیٹیاں	بہنیں	پھوپھیاں
خالائیں	بھتیجیاں	بھانجیاں	

ز۔ رضاعی رشتے

رضائیں مائیں رضاعی بہنیں

ح۔ صہری رشتے

بیوی کی والدہ یعنی ساس
ربیبہ یعنی بیوی کی سابقہ بیٹی
صلبی بیٹوں کی بیویاں
بیوی کی بہن یعنی سالی

باقی تین صہری رشتوں میں سے باپ کی منکوحہ بیوی کی حرمت کا ذکر سورۃ النساء کی آیت نمبر 23 میں کیا گیا اور باقی دو رشتے بیوی کی پھوپھیاں اور خالائیں کا ذکر احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔

ط۔ نسبی اور صہری رشتے

جس طرح قرآن کریم میں محارم رشتوں کو صریحاً بیان کیا گیا ہے اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی محرم رشتوں کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ انسان پر جو رشتے نسب یا صہر کیوجہ سے حرام کئے گئے ہیں ان دونوں کی تعداد سات-سات ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سورۃ النساء میں مذکور نسبی اور صہری رشتوں کی تعداد کے بارے میں فرماتے ہیں :

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ، وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ، ثُمَّ قَرَأَ : (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتِكُمْ) الآيَةَ[15]

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہہ فرماتے ہیں : خون کی رو سے تم پر سات رشتے حرام ہیں اور شادی کی وجہ سے (یعنی سسرال کی طرف سے) سات رشتے بھی۔ انہوں نے یہ آیت (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰاتُكُمْ- النساء23 : 4)الایتہ-تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں۔۔۔تلاوت فرمائی۔"

اس حدیث مبارکہ کی تشریح فرماتے ہوئے علامہ بدرالدین عینی "عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری" میں فرماتے ہیں :

أي حرم من النسب سبع نسوة ومن الصهر كذلك والصهر واحد الأصهار وهم أهل بيت المرأة، ومن العرب من يجعل الصهر من الأحماء والأختان جميعاً. وقال ابن الأثير : قبل المرأة، والأحماء من قبل الرجل والصهر يجمهما وخان الرجل إذا تزوج إليه قيل [16].

"یعنی نسب سے سات عورتیں نکاح کیلئے حرام ہیں اور مصاہرت سے بھی وہی سات عورتیں حرام ہیں۔ صہر-اصہار کی واحد ہے اور یہ عورت کے گھر والوں کیلئے بولا جاتا ہے۔ عرب والے الأحماء اور الاختان ان دونوں کو صھری رشتے بناتے تھے۔ الختن کی جمع الأختان ہے۔ ابن اثیر نے کہا : الاختنان عورت کی طرف سے ہیں اور الأحماء مرد کی طرف سے ہیں اور الصھر میں دونوں جمع ہو جاتے ہیں اور مرد جب شادی کرتا ہے تو داماد بن جاتا ہے۔"

---

[15] بخاری، محمد بن اسماعیل، اَبی عبداللہ، صحیح البخاری (بیروت-لبنان، دارالکتب العلمیہ، 2017ء)، کتاب النکاح، باب مایحل من النساء ومایحرم، رقم الحدیث : 5105

Bukhari, Muhammad bin ismail, abi Abdullah, *sahih al bukhari* (Bairoot Labnaan, Darul Kutab al ilmiya,2017), *Kitab un nikah*, baab ma yahal menan nisa e wama yahrim, raqam ul hadith:5105

[16] عینی، بدرالدین، علامہ، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری(بیروت-لبنان : دارالفکر، 1425ھ)، طبعۃ الاولی، جلد14، صفحہ 53

Aeni, badar ud din, allama,*umdat ul qari sharah sahih al bukhaari* (bairoot-labnan: darul fiqr,1425), tabaltul ola, jild 14, safha 53

ی۔باپ کی منکوحہ کے بارے میں حکم

باپ کی منکوحہ بیوی کو بیٹے کیلئے ہمیشہ کیلئے حرام فرما دیا گیا اور اس عمل کو بہت فحش اور برا عمل قرار دیا گیا جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا :

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭاِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭوَسَاۗءَ سَبِيْلًا [17]

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح مت کرنا (مگر جاہلیت میں) جو ہو چکا (سو ہو چکا) یہ نہایت بے حیائی اور (خدا کی) ناخوشی کی بات تھی۔ اور بہت برا دستور تھا۔

ک۔ تفسیر طبری میں باپ کی منکوحہ سے نکاح کی مباحث

باپ کی منکوحہ بیوی سے نکاح کرنے کے حوالے سے ابن جریر طبری دو مؤقف پیش کرتے ہیں:

مؤقف اوّل

ابن جریر طبری تفسیر طبری میں فرماتے ہیں:

قد ذكر أن هذه الآية نزلت في قوم كانوا يَخْلُفُون على حلائل آبائهم، فجاء الإسلام وهم على ذلك، فحرَّمَ الله تبارك وتعالى عليهم المقام عليهن، وعفا لهم عما كان سَلَفَ منهم في جاهليتهم وشركهم من فعل ذلك، لم يؤاخِذْهُمْ ،به إن هم اتقوا الله في إسلامهم وأطاعوه فيه.[18]

پہلا موقف امام طبری فرماتے ہیں کہ یہ آیت ایک ایسی قوم کے بارے میں نازل ہوئی جو باپ کی بیوہ سے نکاح کرتے تھے اور اسلام نے آکر اس چیز سے منع کر دیا اور معافی کا اعلان بھی کیا کہ جو تم پہلے کر چکے ہو وہ معاف ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہو گا بہر حال لوگوں نے خدا خوفی کی اور اطاعت اختیار کی۔

مؤقف ثانی

وقال آخرون : معنى ذلك : ولا تنكحوا نكاح آبائكم – بمعنى : ولا تنكحوا كنكاحهم، كما نكحوا على الوجوه الفاسدة التي لا يجوز مثلها في الإسلام – وإنه كان فاحشةً ومقتاً وساءَ سبيلا ، يعني :

---

[17] النساء4 : 22

Al Nisa 4:22

[18] طبری،ابن جریر، تفسیر طبری(بیروت-لبنان : مؤسسۃ الرسالۃ، 1415ھ)، طبع اول، جلد2 , صفحہ425

Tibri, ibn e jareer, *tafseer tabri* (bairoot-Labnan: moastur risala,1415 hijri), taba awal, jild 2, safha 425

أن نكاح آبائكم الذي كانوا ينكحونه في جاهليتهم، كان فاحشة ومقتاً وساء سبيلا – إلا ماقد سَلَفَ منكم في جاهليتكم من نكاح، لا يجوز ابتداء مثله في الإسلام، فإنه مَعْفُو لكم عنه.[19]

امام طبری فرماتے ہیں بعض کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ تم اس طریقے پر نکاح نہ کرو جو جاہلیت میں تمام باپ دادا کرتے تھے یعنی ایسا نکاح جس میں فحاشی و بدکاری ہو اور تم اس میں سے جو کچھ کر چکے ہو معاف ہے۔

ہماری رائے کے مطابق پہلا موقف زیادہ موثر ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت کی بے شمار مثالیں ایسی موجود ہیں جو انہوں نے اپنے والد کی بیواؤں سے نکاح بھی کیے حتی کہ بعض کی اولاد بھی ہوئی۔

ل۔ تفسیر احکام القرآن میں باپ کی منکوحہ سے نکاح کا بیان

اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام ابو بکر الجصاص اپنی تفسیر "احکام القرآن" میں بیان فرماتے ہیں :
"جن عورتوں سے ایک شخص کے باپ نے وطی کی ہو وہ عورتیں اس شخص پر حرام ہوں گی۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ لفظ نکاح وطی کا اسم ہے تو یہ صرف وطی کی مباح صورتوں کے ساتھ مخصوص نہیں رہا بلکہ یہ ممنوعہ صورتوں کو بھی شامل ہو گیا کیونکہ ایک لفظ کا بیک وقت حقیقی اور دونوں معنوں پر محمول ہونا محال ہے یعنی اگر باپ کسی عورت سے صرف عقد کر لیتا ہے ہم بستری نہیں کرتا ایسی صورت میں بیٹے کے لیے عورت حرام ہو جاتی ہے۔"[20]

م۔ سوتیلی ماں کے بارے زمانہ جاہلیت کی روش

زمانہ جاہلیت میں سوتیلی ماں کیساتھ عجیب طریقے سے ناروا سلوک کیا جاتا تھا۔ ان کو معاشرے میں اس طرح سے احترام نہیں ملتا تھا جس طرح سے اللہ نے ان کو شان عطا فرمائی ہے۔ یہ عزت اور شرف خصوصاً اسلام نے عطا فرمائی

---

[19] طبری، تفسیر طبری، جلد 2 , صفحہ 425

Tibri, *tafseer tibri*, jild 2, safha 425

[20] الجصاص ، ابو بکر احمد بن علی، امام، احکام القرآن، مترجم مولانا عبدالقیوم (اسلام آباد : ادارہ تحقیقات اسلامی، 1999ء)، جلد 3 : صفحہ 285

Al Jasas, Abu bakar ahmad bin ali, *Ahkam ul quran*, mutarjam molana abdul qauum, (Islamabad: idara tehqiqat e Islami,1999), jild 3, safha 285

ہے۔ قبل از اسلام سوتیلی ماں کا ذمہ دار بڑا بیٹا ہوتا تھا وہ اگرچہ خود نکاح کرلے یا کسی اور کے نکاح میں دے دے۔

ابن کثیر "تفسیر ابن کثیر" میں فرماتے ہیں :

"حضرت ابو قیس لیلی رضی اللہ عنہ جو بڑے بزرگ اور نیک انصاری صحابی تھے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے بیٹے قیس نے ان کی بیوی سے مانگا ڈالا جو اس کی سوتیلی والدہ تھی اس پر اس بیوی صاحبہ جن کا نام ام عبید اللہ ضمر تھا نے فرمایا بیشک آپ اپنی قوم میں نیک اور صالح ہیں لیکن میں تو تجھے اپنا بیٹا شمار کرتی ہوں، خیر میں رسول اکرم کے پاس جاتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور ساری کیفیت بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر واپس چلی جاؤ۔ اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ جس سے باپ نے نکاح کیا اس سے بیٹے کا نکاح حرام ہے۔"[21]

اس سے ثابت ہوا کہ سابقہ روش کے مطابق بعض اوقات لوگ اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے تھے جس بنا پر قیس نے بھی اپنے باپ کی وفات کے بعد سوتیلی ماں سے مانگا ڈال دیا لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ امر ہرگز پسند نہیں تھا اس لیے قرآنِ کریم میں آیتِ مبارکہ نازل فرما کر اس قبیح فعل سے بچنے کا حکم صادر فرما دیا۔

ن۔ باپ کی منکوحہ سے نکاح کرلینے سے معاشرتی عدم استحکام

باپ کی منکوحہ بیوی سے نکاح کرلینے سے جو معاشرتی عدم استحکام اور قطع رحمی پیدا ہوتی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے حافظ عمادالدین ابن کثیر "تفسیر ابن کثیر" میں فرماتے ہیں :

"بہر صورت یہ رشتہ اس امت والوں پر حرام ہے اور یہ قبیح امر ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ یہ نہایت فحش، برا اور بغض کا سبب ہے۔ قرآن کریم میں زنا جیسے فعل بد کو صرف فحش اور بری راہ قرار دیا مگر اس عمل کو بغض کا سبب قرار دیا یعنی فی نفسہٖ بھی بہت برا امر ہے۔ اس سے باپ اور بیٹے کے مابین عداوت پڑ جاتی ہے اور دشمنی ظاہر ہو جاتی ہے۔۔"[22]

---

[21] ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، مترجمین علامہ اکرم الازہری و دیگر، جلد 1 : صفحہ 650

Ibne e kaseer, *tafseer ibn e kaseer*, matarjam allama akram alazhari wa deegar, jild 1, safha 650

[22] ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، مترجمین علامہ اکرم الازہری و دیگر، جلد 1 : صفحہ 660

Ibn e kaseer,*tafseer ibn e kaseer*, matarjameen akram alazhari wa deegar, jild 1, safha 650

اس سے ثابت ہوا کہ سوتیلی ماں کی تحریم وتکریم ہمارے اوپر لازم ہے۔ ان سے نکاح و جنسی روابط قائم کر لینے سے باپ اور بیٹے کے مابین عداوت اور قطع رحمی پیدا ہوتی ہے جو کہ حرام بھی ہے اور یہ ایک ایسا فعل ہے جو بے برکتی کا موجب بھی ہے۔

س۔ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ کے بارے امام قرطبی کا فرمان

حرمت مصاہرت کے جو رشتے آج بھی معروف ہیں، دورِ جاہلیت میں بھی معروف تھے۔ ان کا احترام اسی طرح سے تھا جس طرح آج ہے مگر دو رشتے ایسے ہیں جن کی تحریم کا کوئی خاص خیال نہیں رکھا جاتا تھا بلکہ ان سے نکاح بھی کر لیا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک رشتہ سوتیلی ماں سے نکاح اور دوسرا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا ہے۔ مگر اب اس کی اجازت نہیں ہے۔ اس بارے میں امام قرطبی "تفسیر الجامع لأحکام القرآن" میں لکھتے ہیں :

"ہشام بن عبد اللہ نے محمد بن الحسن رحمہا اللہ کا قول مبارک بیان کیا ہے کہ محرمات کے تحت جتنے رشتے بیان ہوتے ہیں کہ سب کے سب جاہلیت میں بھی معروف تھے سوائے دو رشتوں کے، باپ کی بیوی اور ایک وقت میں دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ صرف ان کے ذکر کے ساتھ (اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ) آیا ہے. اور باقی محرم رشتوں کیساتھ نہیں۔"[23]

اس سے یہ معلوم ہوا کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ سوتیلی ماں سے نکاح کو جائز سمجھتے تھے مگر اب قطعی طور پر حرام قرار دے دیا گیا اور سابقہ اس امر کی کھلم کھلا معافی کا اعلان فرما دیا۔

مبحثِ سوم

باپ کی منکوحہ بیوی کی حرمت: فقہی مباحث کا اجمالی جائزہ

باپ کی منکوحہ بیوی کی حرمت سے متعلق فقہی احکامات کیا ہیں۔ آئمہ اربعہ کی آراء کے تناظر میں دیکھتے ہیں:

---

[23] قرطبی، محمد بن احمد، ابو عبد اللہ، تفسیر قرطبی، مترجمین ملک بوستان و دیگرز (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2012ء)، صفحہ 133
Qurtabi, Muhammad bin ahmad, abu abdullah, *tafseer qurtabi*, mutarjameen malik bostan wa deegarz, (Lahore: Zia ul Quran publications,2012), jild 3, safha 133

ا۔ سوتیلی ماں کی حرمت

قرآن کریم میں سورت النساء کی آیت 22 (وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا) اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو مگر جو پہلے ہو گزرا سو ہو گزرا وہ بے شک گمراہی اور بہت بری راہ ہے اسمیں سوتیلی ماں کی حرمت کا بیان ہے۔ اس آیت مبارکہ کے تناظر میں سوتیلی ماں کی حرمت کے بارے میں مختلف فقہاء کی آراء مندرجہ ذیل ہیں:

ب۔ احناف کا موقف

احناف کے نزدیک نفس عقد سے ہی باپ کی منکوحہ حرام ہو جائے گی۔ علامہ علاؤالدین کاسانی علیہ الرحمۃ کا موقف ہے :

"باپ کی منکوحہ نص قطعی سے حرام ہے اور اللہ تعالی کے فرمان "اور باپ کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو" اور نکاح سے مراد عقد ہے باپ نے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔"[24]

ج۔ مالکیہ کا موقف

باپ کی منکوحہ بیوی کے حوالے سے امام علی بن احمد صعیدی اپنی تصنیف "حاشیہ العدوی" میں لکھتے ہیں :

ولا تنكحوا ما نكح اباؤكم من النساء : سواء دخل بها الأب أولم يدخل فبالعقد تحرم على الابن[25]

اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو کہ تحت : باپ نے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو عقد کے ساتھ ہی بیٹے پر باپ کی منکوحہ حرام ہو جاتی ہے۔

[24] کاسانی، ابوبکربن مسعود، علاؤالدین، بدائع الصنائع (بیروت-لبنان:دارالکتب العلمیہ، 2003ء)، طبع دوم، جلد3:صفحہ323

Kasani, abu bakar bin masood, allauddin, *badaisnai* (Bairoot-Labnan: darul kutb alilmiya,2003), taba doum, jild 3, safha 323

[25] صعیدی، علی بن احمد، حاشیہ العدوی (بیروت-لبنان:دارالفکر،1414ھ)، جلد 2:صفحہ 59

Saeedi, ali bin ahmad, *Hashia al advi* (Bairoot-Lubnan: dar ul fiqr,1414 hijri), jild 2, safha 59

د۔ شوافع کا مؤقف

ایک بیٹے کیلئے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کے حرمت کے بارے میں حییٰ بن ابی الخیر یمنی "البیان فی مذہب الامام الشافعی" میں لکھتے ھیں :

"جب کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرتا ہے تو اس کے بیٹے پر اس کی سوتیلی ماں حرام ہو جاتی ہے اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ باپ نے دخول کیا ہے یا نہیں۔ "ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا" کوئی فرق نہیں باپ حقیقی ہو یا مجازی۔"[26]

ہ۔ حنابلہ کا موقف

سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے چنانچہ ابن قدامہ "الکافی فی فقتہ الامام الاحمد" لکھتے ہیں :

وتحرم على ابنه لقوله سبحانه : ولا تنكحوا ما نكح آباؤكم وهذا قد نكحها أبوه[27]

"اور عورت حرام ہو جائے گی بیٹے پر اللہ کے فرمان کے مطابق : ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا جب اس کے باپ کے ساتھ عورت نے نکاح کیا۔"

نفس عقد سے ہی سوتیلی ماں بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ اس سے باپ اور بیٹے میں دشمنی پیدا ہو جائے گی۔

و۔ دادا، پر دادا کی منکوحات کی حرمت

علامہ علاء الدین کاسانی فرماتے ہیں :

وَأَمَّا مَنْكُوحَتَه أَجْدَادِهِ فَتَحَرَّمُ بِالأِجْمَاعِ[28]

---

[26] یمنی، یحیٰی بن ابی الخیر، البیان فی مذھب الامام الشافعی (جدہ:دارالمنہاج، 1421ھ)، طبع اول، جلد9:صفحہ241

Yamni, yahya bin abi al Khair, *albayan fe mazhab al imam shafi*, (Jaddah: darul Minhaj,1421 Hijri), taba awal, jild 9, safha 241

[27] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، الکافی فی فقتہ الامام احمد (بیروت : دارالکتب العلمیہ، س ن)، طبع7، جلد1 : صفحہ116

Ibn e qadama, Abdullah bin ahmad, *alkafi fe fiqa tul imam ahmad* (Bairoot: darul kutab al ilmiya), Taba 7, jild 1, safha 116

دادا اور پر دادا کی منکوحات بالاجماع حرام کی گئی ہیں۔

مبحثِ چہارم

صہری قرابت کی بے توقیری کے بنیادی اسباب و محرکات

معاشرے میں باپ کی منکوحہ بیوی کی بے حرمتی و بے توقیری کے بنیادی اسباب و محرکات کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ قرآن وحدیث سے ناآگہی

ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں صہری قرابت داروں کے اکرام و تکریم کے حوالے سے اسلامی تعلیمات سے متعلق کوئی آگاہی نہیں ہے حالانکہ ہمارے پاس اللہ پاک کی طرف سے نازل کردہ وہ کتاب مقدس یعنی قرآن مجید و فرقان حمید موجود ہے جو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ مزید برآں اس کی وضاحت کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نا صرف فرامین مبارکہ موجود ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے وہ عملی نظائر بھی موجود ہیں کہ جس میں ہمارے لئے مکمل راہنمائی موجود ہے کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صہری قرابت داروں کیساتھ اعلیٰ حسن اخلاق اور اکرام و تکریم کے مثالیں قائم فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ[29]

اے محبوب ﷺ آپ فرما دیجیے کیا علم والے اور بغیر علم والے برابر ہوسکتے ہیں؟

شومیٔ قسمت ان تعلیماتِ اسلام سے دوری کی بناء پر آج ھمارے معاشرے میں صہری قرابت داروں کی بے توقیری میں مسلسل اضافہ ھوتا جارہاہے جو خاندانی نظام میں عدم استحکام کی بنیاد ہے۔ ایک تعلیم یافتہ اور باشعور فرد کا صہری قرابت داری میں اکرام و تکریم ایک ان پڑھ اور غیر تعلیم یافتہ فرد سے کئی گنا بہتر ہوتا ہے۔

---

[28] کاسانی، بدائع الصنائع، جلد 3، صفحہ 416

Kasani, *Bada e sanae*, jild 3, safha 416

[29] الزمر 9:39

Az zamr 39:9

ب۔ صہری قرابت کے اکرام سے متعلق واعظ و نصیحت کا فقدان

تعلیماتِ دین سے عدم دلچسپی کے بعد سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہمارے وہ ذرائعِ ابلاغ کہ جن کے ذریعے ہماری دینی، اخلاقی اور سماجی اصلاح اور راہنمائی ہو سکتی تھی بد قسمتی سے ان پلیٹ فارمز پر کبھی صہری قرابت داری کے اکرام و تکریم کی کوئی بات سننے کو نہیں ملتی۔ حقوقِ زوجین کی تربیت کا بہت فقدان ہے۔ صہری قرابتداروں کا اکرام و تکریم حقوقِ زوجین میں شامل ہے۔ سماج میں مثبت اور تعمیری سوچ کی بجائے فرقہ واریت اور مسلک پرستی کو زیادہ اجاگر کیا جاتا ہے۔ ہمارے واعظ ہمیں اخلاقیات، رواداری اور سماجی استحکام کی تربیت کی بجائے مفاد پرستی اور مادیت پرستی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ درس و تدریس اور علمی حلقوں میں صہری قرابت داروں کے اکرام و تکریم کی تعلیمات نہ ہونے کی بناء پر اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی صہری قرابت داروں کی بے توقیری میں مبتلا ہو کر اپنے خاندانی نظام کو تباہ و برباد کر بیٹھتے ہیں۔

ج۔مادیت پرستی کا عروج

اکثر اوقات مال وزر کی فراوانی انسان میں تکبر و غرور کو جنم دیتی ہے۔ بہت زیادہ پیسہ اور نعمائے دنیا کی بہتات انسان کے رویّوں میں فرعونیت کو اجاگر کر دیتی ہے۔ اسمیں نا صرف عام انسانیت متاثر ہوتی ہے بلکہ قرابت داروں کے معاملات میں کافی بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں۔ ہر قرابت دار کی خواہش ہوتی ہے کہ انکا عزیز اپنائیت دیتے ہوئے ان کو وقت دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى [30]

(سچے مومن) جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں سے محبت کرتے ہیں۔

مگر مصروفیاتِ دنیا اور مال و متاع کو فوقیت دیتے ہوئے رشتہ داری کے معاملات کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے جس سے نا صرف مسائل پیدا ہوتے ہیں بلکہ قرابتداروں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ اگر یہ مادیت پرستی غالب رہے اور بے اعتنائی کا رویہ جوں کا توں جاری رہے تو یہ فعل خاندانی عدم استحکام کا موجب بنتا ہے۔

---

[30] البقرہ 177:2

Al baqra 2:177

د۔ تزکیہء نفس و تصفیہء قلب سے عدم توجہ

اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پاسداری نہ کرنے کے سبب جہاں پر انسان کے نامہ اعمال میں گناہ لکھے جاتے ہیں وہاں پر گناہوں کے اثرات کی وجہ سے دلوں پر زنگار بھی چڑھ جاتا ہے۔ بے عملی اور بد عملیوں کیوجہ سے دل ناپاک ہو جاتا ہے۔ جس کو حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں رہتی۔ ایسے ناپاک اور مردہ دلوں کی اصلاح کیلئے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ اپنی تصنیف مبارک "کلید التوحید کلاں" میں فرماتے ہیں:

"جو شخص نفسانیت کا غلام بن جاتا ہے وہ جو کام بھی کرتا ہے گناہ کا کرتا ہے لیکن اگر وہ توبہ کر کے گناہوں سے کنارہ کش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے"[31]

مگر شومئ قسمت اس عمل سے ہم کوسوں دور ہو چکے ہیں۔ انسان کے دل کی اصلاح ہو جائے تو پورے وجود کی اصلاح ھو جاتی ہے اور اگر دل کیطرف توجہ نہ کی جائے اور دل ٹھیک نہ ہو تو پورے جسم کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے بغیر نہ تو دلوں کی مردگی ختم ہوتی ہے اور نہ ہی وجود خیر و برکت کا منبع بن سکتا ہے۔ مردہ صفت دل حلال و حرام کی ساری حدیں کراس کر جاتے ہیں۔ قرابت داری میں اکرام و تکریم اور صلہ رحمی جیسی اقدار ختم ہونے لگتی ہیں۔

ہ۔ڈرامہ کلچر میں صہری قرابت سے متعلق غیر اخلاقی تربیت

صہری قرابت داروں کے مابین بے تکریمی و بے توقیری کے پیدا ہونے میں فلموں اور ڈراموں کا بھی بہت حد تک منفی کردار ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے جو ڈرامے ٹی وی وغیرہ پر نشر کیے جاتے تھے ان میں اخلاقیات اور ادب واحترام کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا تھا اور وہ فیملی میں بیٹھ کر دیکھنے کے قابل ہوتے تھے جس سے ذہنی فریشمنٹ حاصل ہوتی تھی۔ مگر شومئ قسمت آج جو کلچر اجاگر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ انتہائی خطرناک ہے۔ موجودہ دور کے ڈراموں میں دوسری شادی کو ایک بہت بڑا ظلم بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور سوتیلی ماں کو خاندانی عدمِ استحکام کا موجب قرار دیا جاتا ہے جس کی بنا پر ان کے ساتھ ناروا سلوک رکھا جاتا ہے ۔ صہری قرابت کے ان مختلف رشتوں کے مابین

[31] حضرت سلطان باھوؒ، کلید التوحید کلاں (لاہور: العارفین پبلی کیشنز، 1997ء)، صفحہ نمبر 171

Hazrat Sultan Bahoo (R.A), *Kaleed ut Touheed Kalan* (Lahore: Al Arifeen publications,1997), safha 171

ناجائز تعلقات کو سکرین پر دکھایا جاتا ہے جس سے نسلِ نو میں جنسی ہیجان اور بے راہ روی جنم لیتی ہے اور قرابت داری میں بے توقیری اور بے تکریمی کے مظاہر سامنے آتے ہیں۔

و۔ خاندانی عدم استحکام میں اہل مغرب کی سازشیں

اہل مغرب کبھی بھی یہ نہیں چاہتے کہ مسلمان پر امن رہیں۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں کو مغلوب رکھنے کیلئے سارے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ خاص طور پر مسلمانوں میں جنسی بے راہ روی اور فحاشی پھیلانے میں انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مغربی ممالک میں فحاشی و عریانی کو عروج دینے کے لیے باقاعدہ تنظیمیں اور انجمنیں قائم ہو چکی ہیں جیسا کہ قاری محمد طیب اپنی کتاب "تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام" میں لکھتے ہیں:

"فرانس اور جرمنی میں مادرزاد برہنگی کا سلسلہ جاری ہے جس کے لیے باقاعدہ انجمنیں ہیں جن کے نام "انجمن ملیہ برہنگی" اور "ایوان فطریہ" وغیرہ رکھے گئے ہیں۔ 1928ء تک ان ارکان کی تعداد 4 لاکھ تھی اور اب عورتیں بھی بکثرت شریک ہیں لیکن 1929ء کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی میں ان اراکین کی تعداد 40 لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ اس ایوانِ فطرت کے انتہا پسند مرد و عورت اور بچے و بوڑھے اعلان کر چکے ہیں کہ وہ بالکل برہنہ رہا کریں گے۔"[32]

اھل مغرب نے مسلمانوں کے خاندانی نظام میں عدم استحکام پیدا کرنے کے لئے سینکڑوں این جی اوز بنا رکھی ہیں جن کو باقاعدہ مسلمانوں میں فحاشی و عریانی اور خاندانی عدم استحکام پیدا کرنے کا ٹاسک دیا جاتا ہے۔ کبھی حقوق نسواں کے نام سے شور بپا کیا جاتا ہے تو کبھی "میرا جسم میری مرضی" کے تناظر میں قرابت داریوں کا تقدس پامال کیا جاتا ہے۔ ان ناپاک عزائم کی تکمیل کیلئے وہ ان این جی اوز کو کروڑوں ڈالرز فنڈز دیتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو سماجی لحاظ سے کمزور کیا جائے کیونکہ نہ مسلمان پر امن اور استحکام میں ھونگے اور نہ ہی ترقی کر سکیں گے اور ہمیشہ بحیثیت قوم ھم سے مغلوب رہیں گے۔

---

[32] قاری محمد طیب، تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام (لاہور: چوہدری پریس، 1997ء)، صفحہ نمبر 178
Qari Muhammad Tayyab, *Talimaat e Islam aor maseehi aqwam* (Lahore: Chodhry press,1997), safha 178

ز۔ سوشل میڈیا کے منفی استعمال کے اثرات

کسی چیز کا حد سے زیادہ استعمال انسان کے لیے خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں سوشل میڈیا کے بے تحاشا استعمال نے نسل نو کی نا صرف تخلیقی صلاحیتوں کو مفقود کیا ہے بلکہ نوجوانوں میں غیر اخلاقی سرگرمیوں کو بہت زیادہ اجاگر کر دیا ہے۔ جس طرح دنیا آج گلوبل ویلج بن چکی ہے کہ ھم گھر بیٹھے دنیا کے مختلف حالات سے باخبر ہیں اسی طرح سوشل میڈیا کے ذریعے فحاشی و عریانی کے ذرائع بھی آسان ہو چکے ہیں۔ سوشل میڈیا پر فحاشی و عریانی دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے جس کے اثرات عام معاشرے کے ساتھ ساتھ قرابت داروں پر بھی پڑتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ[33]

اے محبوب ﷺ آپ ان مومنین سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ عمل ہے بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

سوشل میڈیا کے منفی استعمال سے نوجوانوں میں شہوت پرستی عروج پکڑ رہی ہے جس کی تکمیل میں ہر جائز و ناجائز راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔ شہوت رانی میں مبتلا شخص اپنے محرم رشتوں کا تقدس بھی پامال کر بیٹھتا ہے۔

مبحثِ پنجم

دورِ جاہلیت میں باپ کی منکوحہ بیوی کی بے حرمتی کی امثال

یہاں پر ہم نے سوتیلی ماں اور اولاد کے مابین بے تکریمی و بے توقیری کی مختلف امثال کو پیش کیا ہے۔

ا۔ سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کا قتل اور مال ضبط کرنے کا حکم

جو اپنے باپ کی زوجہ سے نکاح کرتا ہے وہ نص قطعی کے خلاف فعل کرتا ہے۔ ایسا کرنے والا مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ اس کیلئے کوئی معافی نہیں ہے۔ رسول اللہ کے دور مبارک میں بھی ایک شخص نے اپنی والد کی بیوہ سے نکاح

---

[33] النور 30:24

Al noor 24:30

کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے بہت ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے اسکی گردن اڑانے کا حکم فرمایا۔ سنن نسائی میں ہے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہہ روایت کرتے ہیں :

"کہ میری اپنے ماموں سے ملاقات ہوئی اور ان کے ہاتھ میں ایک جھنڈا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا کہاں کا ارادہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رسول اللہ نے ایک ایسے شخص کی گردن مارنے کیلئے بھیجا ہے کہ جس نے اپنے باپ کے فوت ہونے کے بعد اپنے باپ جوروسے نکاح کر لیا ہے کہ میں اسے قتل کروں اور اس کا مال ضبط کر لوں۔" [34]

باپ کی بیوہ سے نکاح کرنا انتہائی سخت جرم ہے اس سے بچنے کی اشد ضرورت ہے۔ دور جاہلیت میں لوگ اس قسم کے افعال کے مرتکب ہو جاتے تھے مگر اب اجازت نہیں ہے۔

ب۔ نُفَیْل کی زوجہ نے سوتیلے بیٹے سے شادی کی

قبل از اسلام لوگ جاہلیت کی بناء پر اپنے باپ کی منکوحات سے نکاح کر لیتے تھے جس کو اسلام نے مذمت کرتے ہوئے حرام قرار دیا اور یہ قطع رحمی کا سبب بھی ہے جو کہ حرام ہے۔ ابو بکر سراج الدین لکھتے ہیں :

"دو مختلف بیویوں سے نُفَیْل کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام خطاب اور دوسرے کا نام عمرو تھا۔ نُفَیْل کے مرنے کے بعد خطاب کی ماں نے اپنے سوتیلے بیٹے عمرو سے نکاح کر لیا۔ اس شادی سے اس کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے زید رکھا اس طرح خطاب اور زید ماں کیطرف سے بھائی تھے۔" [35]

اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا ایک طرح سے باپ کے حرم کو بے پردہ کرنے کے مترادف ہے جو کہ شرعاً سختی سے منع کیا گیا تا کہ قطع رحمی سے بچا جا سکے۔

---

[34] نسائی، ابو عبد الرحمن، سنن نسائی، مترجم علامہ وحید الزمان (لاہور : اسلامی اکادمی، 1985ء)، باب نکاح مانکحَ الابآء، جلد 2 : صفحہ 430، راقم الحدیث : 3336

Nisai, Abu Abdur Rehman, *sanan nisai*, mutarjam allama waheed alzaman (Lahore: Islami ikadmi,1985), baab nikah maankehal abaa, jild 2, safha 430, raqam ul hadith:3336

[35] ابو بکر سراج الدین، حیات سرور کائنات محمد، مترجم معین الدین قادری (لاہور : پروگریسیو بکس، 2016ء)، طبع 2، صفحہ 177

Abu bakar seeraj ud din, *Hayat e sarwar e kainaat Muhammad*, mutarjam moeen ud din qadri (Lahore: Progressive books,2016), taba 2, safha 177

ج۔ کنانہ بن خزیمہ کا سوتیلی ماں سے نکاح

قبل از اسلام سوتیلی ماں سے نکاح کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اھل عرب میں بعض اوقات میں واقعات ملتے ہیں۔ اسی طرح کنانہ بن خزیمہ نے بھی اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا تھا جسمیں سے نضر پیدا ہوا تھا۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں :

"کنانہ بن خزیمہ نے بھی یہی کیا تھا کہ اپنے والد کی بیوی سے اپنا نکاح کیا تھا نضر اسی کے پیٹ سے ہی پیدا ہوا تھا اور رسول کریم کا باقاعدہ فرمان مبارک موجود ہے کہ میری اوپر کی نسل بھی باقاعدہ نکاح سے ہی ہے نہ کہ زنا سے۔"[36]

یہ کنانہ رسول اللہ کے آبا میں سے تھے مگر انہوں نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا تھا کیونکہ عرب کے اس دور جاھلیت کے رواج کیمطابق وہ نکاح قابل قبول سمجھا جاتا تھا۔

د۔ خلف کے بیٹے صفوان کی سوتیلی ماں سے نکاح کی کوشش

اسی طرح کا ایک واقعہ کہ خلف کے بیٹے صفوان نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کی کوشش کی۔ بعد از دور جاہلیت تو اس نکاح کے قیام میں کوئی اجازت نہیں دی گئی جبکہ پہلے لوگ اس کو حلال سمجھتے ہوئے اس قبیح فعل کے مرتکب ہو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے :

"خلف کے گھر میں ابو طلحہ کی صاحبزادی تھیں ان کے انتقال کے بعد اس کے لڑکے صفوان نے اسے اپنے زوجیت میں لانا چاہا تھا، سہیلی فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں اس قسم کے نکاح کا معمول تھا اور اسے باقاعدہ نکاح سمجھا جاتا تھا اور بالکل حلال تصور کیا جاتا تھا، اس لئے یہاں بھی فرمایا گیا کہ جو پہلے گزر چکا سو گزر چکا۔"[37]

ہ۔ عمرو بن امیہ کا سوتیلی ماں سے نکاح

عرب میں ایسے قبائل تھے جن کی عادت تھی کہ باپ مر جاتا تو بیٹا اس کی بیوی (سوتیلی ماں) سے نکاح کر لیتا۔ یہی طریقہ انصار میں بھی تھا اور قریش میں یہ طریقہ باہم رضامندی پر مباح تھا۔ اس حوالے سے علامہ قرطبی فرماتے ہیں :

---

[36] ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، مترجمین علامہ اکرم الازہری و دیگرز، جلد 1 : صفحہ 650
Ibn e kaseer, *tafseer ibn e kaseer*, mutarjameen allama akram al azhari wa deegars, jild 1, safha 650

[37] ایضاً

"عمرو بن امیہ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا پھر اس سے مسافر یا ابو معیط کو اس نے جنم دیا اور پہلے امیہ سے اس کے بیٹے ابو العیص وغیرہ تھے۔ بنو امیہ، مسافر اور ابو معیط کے بھائی تھے اور ان کے بچے بھی تھے"۔[38]

و۔ سوتیلی ماؤں سے نکاح کی دیگر متفرق امثال

قبل از اسلام کی چند اور امثال کہ جن لوگوں نے اپنے والد کی وفات کے بعد اپنی سوتیلی ماؤں سے نکاح کر لیے۔ تفسیر ابن کثیر میں ابن کثیر لکھتے ہیں :

"صفوان بن امیہ بن خلف نے اپنے باپ کے بعد اپنی سوتیلی ماں فاختہ بنت اسود بن مطلب بن اسد سے نکاح کیا تھا۔ امیہ قتل ہوا تھا جب کہ وہ اس کے عقد میں تھی۔ اس میں سے یہ ہے منظور بن زبان نے ملیکہ بنت خارجہ سے نکاح کیا تھا اور یہ پہلے اس کے باپ زبان بن سیار کے عقد میں تھی۔ حصن بن ابی قیس نے اپنے باپ کی بیوی کبیشتہ بنت معن سے نکاح کیا تھا۔ اسود بن خلف نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا تھا۔"[39]

مبحثِ ششم

سوتیلی ماں کے اکرام و تکریم کی عصری معنویت وافادیت

اب ہم سوتیلی ماں کے اکرام و تکریم کی عصرِ حاضر میں افادیت و اہمیت کو بیان کرتے ہیں۔

ا۔ معاشرتی عدم استحکام سے اجتناب

باپ کی منکوحہ بیوی کے اکرام و تکریم سے معاشرتی عدم استحکام اور قطع رحمی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بے تکریمی کرنے والا فرد ارتداد کا شکار ہو جاتا ہے اور واجب القتل ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے حافظ عمادالدین ابن کثیر "تفسیر ابن کثیر" میں فرماتے ہیں :

---

[38] قرطبی، تفسیر قرطبی، مترجمین ملک بوستان و دیگرز، جلد 3 : صفحہ 119
Qurtabi, *Tafseer qurtabi*, mutarjameen malik bostan wa deegars, jild 3, safha 119

[39] ایضاً

"یہ وہ کام ہے جو اللہ تعالی کے ساتھ بغض کا موجب بنتا ہے اور نہایت ہی برا راستہ ہے جو ایسا کام کرے وہ دین سے مرتد ہے اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا مال بیت المال میں بطور مال فے کے داخل کر لیا جائے۔"[40]

اس سے معلوم ہوا کہ باپ کی منکوحہ بیوی کا اکرام و تکریم ہمارے اوپر لازم ہے۔ ان سے نکاح و جنسی روابط قائم کر لینے سے باپ اور بیٹے کے مابین عداوت اور قطع رحمی پیدا ہوتی ہے جو کہ حرام بھی ہے اور یہ ایک ایسا فعل ہے جو بے برکتی کا موجب بھی ہے۔

ب۔ فساد فی الارض سے بچاؤ

اللہ پاک کو قطع رحمی اس قدر ناپسند ہے کہ رشتہ داروں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑ جھگڑ کر تعلقات منقطع کرنے والے شخص کو فساد فی الارض کا موجب قرار دیا گیا اور یہ اللہ پاک سے کیے گئے عہد کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ ایسے لوگ جسمانی، روحانی اور معاشرتی طور پر اپنا بہت سارا نقصان کرتے ہیں۔ قطع رحمی کے انجام کو بیان کرتے ہوئے اللہ پاک نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا :

الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝[41]

جو خدا کے اقرار کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس چیز) یعنی رشتۂ قرابت (کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس کو قطع کئے ڈالتے ہیں اور زمین میں خرابی کرتے ہیں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص قرابت داری میں قطع رحمی سے اپنے آپ کو دور رکھتا ہے تو وہ زمین پر فساد کرنے والوں میں شامل نہیں ہوتا۔

---

[40] ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، مترجمین علامہ اکرم الازہری ودیگر، جلد 1 : صفحہ 660

Ibn e kaseer, *tafseer ibn e kaseer*, mutarjameen allama akram alazhari wa deegars, jild 1, safha 660

[41] البقرہ 2 : 27

Al baqra 2:27

ج۔ لعنتِ خداوندی سے دوری

باپ کی منکوحہ بیوی کے اکرام و تکریم سے قطع رحمی کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ فرد لعنتِ خداوندی سے کوسوں دور ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس سوتیلی ماں کی بے تکریمی کرنے والا لعنتِ خداوندی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد مبارک ہے :

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۞[42]

اور جو لوگ خدا سے عہد واثق کر کے اس کو توڑ ڈالتے اور (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ ایسوں پر لعنت ہے اور ان کے لیے گھر بھی برا ہے۔

د۔ صلہ رحمی قربِ الٰہی کا موجب

سوتیلی ماں سے اخلاق و محبت اور ادب و احترام سے پیش آنے پر صلہ رحمی کو تقویت ملتی ہے اور یہ فعل قربِ الٰہی کا موجب بنتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ نے جب مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ جب ان کو پیدا فرمانے سے فارغ ہوا تو رحم نے کہا یہ قطع رحمی سے تیری پناہ چاہنے کا مقام ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ کیا تو خوش نہیں کہ میں اس سے ملوں گا جو تجھ سے ملے گا اور میں اس سے تعلق منقطع کروں گا جو تجھ سے تعلق منقطع کرے گا۔ رحم نے کہا کیوں نہیں اے پروردگار عالم ! جناب رسول اللہ نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھنا (إِن شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُ وَا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِعُوا أَرْحَامَكُمْ) قریب ہے کہ اگر تم نے چہرہ پھیر لیا تو زمین پر فساد برپا کرو گے اور قطع رحمی کرو گے۔"[43]

---

[42] الرعد 13 : 25

Al Raad 13:25

[43] بخاری، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من وَصَلَ وَصَلَه الله، رقم الحدیث : 6504

اس حدیث مبارکہ میں کس طرح صلہ رحمی کرنے والے کی اہمیت کو واضح کیا گیا۔ صلہ رحمی کرنے والا اللہ تعالی کے بہت قریب تر ہوتا ہے۔

ہ۔ درازیٔ عمر اور وسعتِ رزق

قرابت داروں کے مابین باہم الفت و محبت کے قیام سے درازیٔ عمر اور وسعت رزق نصیب ہوتا ہے۔ آج کے اس فتنہ پرست اور دجالی دور میں ہماری زندگی اور رزق میں تنگدستی اور بے برکتی کی ایک وجہ قطع رحمی ہے۔ قرابت داروں میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑے اس قدر بھیانک صورت اختیار کرلیتے ہیں کہ بہن بھائیوں جیسے مقدم رشتے بھی ایک دوسرے کی خوشی غمی میں شریک ہونے سے محروم ہوجاتے ہیں اور پھر سالہاسال تک تعلقات منقطع کردیے جاتے ہیں اور یہ صورت حال صہری قرابتداروں میں زیادہ خطرناک صورتِ حال اختیار کرتی جارہی ہے۔ اس کے برعکس صہری قرابت داروں میں تحریم و تکریم صلہ رحمی کا موجب ہے۔ حضرت ابو اسحاق ہمدانی رحمتہ اللہ تعالی صلہ رحمی سے پیدا ہونے والے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے روایت فرماتے ہیں :

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِي، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ النَّسَا فِي الْأَجَلِ، وَالزِّيَادَةُ فِي الرِّزْقِ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ [44]

ابو اسحاق ہمدانی روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی اجل (یعنی موت) موخر ہو جائے (یعنی اس کی عمر طویل ہو) اور رزق میں اضافہ ہو اسے اللہ تعالی سے ڈرنا چاہیے اور صلہ رحمی اختیار کرے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عمر میں برکت اور وسعتِ رزق جیسے اہم امور بھی صلہ رحمی کے ارتکاب میں مضمر ہیں۔ لہٰذا ہمیں اپنی سوتیلی ماؤں کے ساتھ ہمیشہ اکرام و تکریم سے پیش آنا چاہیے۔

Bukhari, *shahi bukhari*, kitab ula dab, baab min wasala wasal hullah, raqam ul hadith: 6504

[44] صنعانی، مصنف ابن عبد الرزاق، مترجم محمد محی الدین جہانگیر، باب صلۃ الرحم، جلد7 : صفحہ272، رقم الحدیث : 20235

Sanaani, *musanaf ibn e abdur razaq*, mutarjam Muhammad muhaiuddin Jahangir, baab silat ur reham, jild 7, safha 272, raqam ul hadith:20235

و۔ دنیاومافیھامیں کامیابی وکامرانی

باپ کی منکوحہ بیوی کی عزت و تکریم سے دنیا و مافیھا میں کامیابی و کامرانی نصیب ہوتی ہے جبکہ اس کے بر عکس قطع رحمی کرنے والا فرد نا صرف اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محروم رہتا ہے بلکہ آخرت میں بھی نعمائے بہشت سے کلی طور پر اس کو محروم کر دیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ارشاد مبارک ہے :

أنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ[45]

محمد بن جبیر نے کہا کہ جبیر بن معظم نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سماعت کیا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں کے مابین چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھ کر تعلقات منقطع کرنے والا شخص دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد ٹھہرتا ہے۔ اس لئے ہمیں رشتہ داروں کیساتھ معاملات میں خصوصی شفقت اور رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

ز۔ مشیتِ ایزدی کا حصول

ہمیں اپنے قرابت داروں کا ہمیشہ خیال رکھنے کی تاکید فرمائی۔ ان کیساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کو لازم قرار دیا گیا۔ عام حالات میں بھی ان کی خبر گیری اور ان کے حقوق کی بجا آوری کی تاکید فرمائی جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد مبارک فرمایا :

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ [46]

اور قرابت داروں کا حق دیتے رہنا

---

[45] بخاری، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اِثم القاطِعِ، رقم الحدیث : 6501

[46] الاسراء26 : 17

اس سے معلوم ہوا کہ قرابت داروں میں ان کے حقوق باقاعد گی سے ادا کرنے چاہیے۔ یہ امر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے عین مطابق ہے۔ سوتیلی ماں کے حقوق بھی اسی طرح سے ادا کرنے چاہیے جس طرح کہ سگی ماں کے حقوق ادا کیے جاتے ہیں کیونکہ اس رشتے کی تحریم و تکریم حکمِ خداوندی کے عین مطابق ہے۔

خلاصہ کلام

تحریم مصاہرت کی بنا پر باپ کی منکوحہ بیوی بیٹے پر ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ نکاح کرنے کے بعد اگرچہ باپ فوت ہو جائے یا طلاق دے دے کسی صورت میں بیٹے کے لیے سوتیلی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ تعلیمات کتبِ سابقہ میں باپ کے دامن کو نہ کھولنے کا حکم دیا گیا اور اگر کوئی باپ کی جورو سے ہم بستر ہوتا ہے تو اس پر اجتماعی لعنت اور باقی لوگوں کو آمین کہنے کا حکم دیا گیا۔ مزید برآں تعلیمات کتبِ سابقہ کے مطابق سوتیلی ماں سے صحبت کرنے پر دونوں کو جان سے مارنے کا حکم دیا گیا اور یہ خون بھی انہی کی گردن پر ہوتا ہے کیونکہ یہ فعل حرام کاری اور قطع رحمی کا موجب ہے۔ سابقہ دور کی امثال میں باپ کی بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے کے جرم میں موروثی حق سے محروم کر دیا جاتا کیونکہ یہ ایک انتہائی غیر اخلاقی فعل ہے۔ اسی طرح اسلام میں بھی باپ کی منکوحہ بیوی سے نکاح کو حرام، بے حیائی اور ناپسندیدگی کا عمل قرار دیا گیا۔ قبل از اسلام چند لوگوں میں باپ کی منکوحہ بیوی سے نکاح کرنے کی روش باقی تھی اور اس کو نکاح صحیحہ سمجھا جاتا تھا اور اس میں سے پیدا ہونے والی اولاد کو بھی حلال سمجھا جاتا تھا مگر اعلان نبوت کے بعد اس کو قطعی طور پر حرام قرار دے دیا گیا اور سابقہ جو کچھ ہوتا رہا اس کے لیے معافی کا اعلان فرما دیا۔ زمانہ جاہلیت میں باپ کی وفات کے بعد سوتیلی ماں کا ذمہ دار بڑا بیٹا ہوتا تھا وہ اگرچہ خود نکاح کر لیتا یا کسی اور کے نکاح میں دے دیتا۔ یہ ایک ایسا فعل ہے جو کہ نہایت فحش، برا اور بغض و عداوت کا موجب ہے۔ اس فعل کا مرتکب فرد ارتداد کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کو قتل کر دینے اور اس کے مال کو بیت المال میں بطور مال فئے جمع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سوتیلی ماں سے نکاح یا جنسی روابط قائم کر لینے سے باپ اور بیٹے کے مابین عداوت اور قطع رحمی پیدا ہوتی ہے اور یہ فعل بے برکتی کا موجب ہے۔ باپ دادا کی منکوحہ بیوی سے نکاح کی سخت مذمت کی گئی ہے اگرچہ باپ نے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو عقد کے ساتھ ہی بیٹے پر باپ کی منکوحہ بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ باپ کی منکوحہ بیوی کی بے حرمتی و بے توقیری کے اسباب محرکات میں قران و سنت سے دوری، سوشل میڈیا کا منفی استعمال، فحاشی و عریانی کی یلغار، تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کا فقدان اور مادیت پرستی کا عروج جیسے امور شامل ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بہت سارے لوگوں کی سوتیلی ماؤں سے نکاح کی امثال ملتی ہیں اور ان میں سے اولادیں بھی پیدا ہوئیں مگر دور نبوت میں ایک ایسا واقعہ ہوا تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا سر قلم کرنے اور اس کے مال کو ضبط کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ قرابت داروں کے اکرام و تکریم سے رضائے الٰہی، درازئ عمر، وسعت رزق اور لقائے خداوندی نصیب ہوتی ہے جبکہ اس کے برعکس اس قبیح فعل کا مرتکب فرد قطع رحمی، فساد فی الارض اور لعنت خداوندی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ لٰہذا ہمیں باپ کی منکوحہ بیوی کے اکرام و تکریم کو ضرور ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے تاکہ خاندانی استحکام اور صلہ رحمی اجاگر ہو جو مشیتِ ایزدی کے عین مطابق ہے۔